درسِ قرآن

از:

استاذ العلماء والفضلاء، عمدۃ المحققین، حضرت علامہ حافظ

مفتی ضیاء احمد القادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

یوٹیوب لنک:

https://youtu.be/dE4K1kjMT2A?si=-rxePLNjlAiJUSwD

فہرست

پارہ: ولو اننا، سورۃ الاعراف: ۲۰۳۔۲۰۴ 4

من چاہا مطلوب معجزہ ظاہر نہ ہونے کی وجہ 4

مدعی علیہ اپنی پسند کے گواہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا 5

مشرکین کا گستاخانہ کلام 5

مشرکین کو جواب 6

لفظ رب لانے میں لطیف پہلو 6

مرضی کا معجزہ ظاہر نہ ہونے کی وجہ 7

قرآن کس کے لیے ہدایت و رحمت ہے! 7

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وعظ کا محور و مرکز 8

لمحہء فکریہ 9

احادیث مبارکہ پڑھنے پڑھانے سے ہماری غفلت 9

تحدیثِ نعمت 10

جب مولوی ہی قرآن سمجھنے سمجھانے سے غفلت کریں گے تو عوام۔۔۔ 10

حبیب کریم ﷺ رب تعالیٰ کی وحی سناتے ہیں 11

اہلِ ایمان کو رب تعالیٰ کی نصیحتیں 11

آیت کریمہ کا شانِ نزول 12

شانِ نزول متعدّد ہونا پریشانی کی بات نہیں ہے 12

لبرل کی ایک بکواس "قرآن کا حکم پرانے دور کے لوگوں کے لیے ہے "کارد..... 13
قرآن خاموشی کے ساتھ سنیں..... 14
رب تبارک وتعالیٰ کا ذکر کیسے کریں؟ 14
دل میں ذکر کرنے سے مراد 15
دل متوجہ نہ ہو اور صرف زبان سے ذکر کر رہا ہو تو۔۔۔..... 16
نماز کے بعد استغفر اللہ پڑھنے کا حکم ہونے کی وجہ..... 16
ہم نماز کے بعد کیا کہیں؟..... 17
بدنیت صوفیوں کا حال..... 17
صبح وشام ذکر کرنے کا مطلب 17
دکان پر گزرنے والا ہر لمحہ رب کے ذکر میں شمار کرنے کا طریقہ 18
سفر بھی رب تبارک وتعالیٰ کا ذکر بن جائے گا اگر۔۔۔ 18
ذلت برداشت کر کے حلال روٹی کمانے کا اجر..... 18
حلال کمانا ثواب ہے تبھی تو اس کے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔..... 19
ہم سونے کے باوجود ساری رات رب تعالیٰ کا ذکر کیسے کریں 19
ہمارے کام بھی ذکر میں شمار بس نیت درست کریں..... 20
غفلت میں لی ہوئی سانس بھی ناشکری ہے 20
رب تبارک وتعالیٰ کے پاس ایسی بھی جماعت ہے جو۔۔ 21
سجدے والی چودہ آیتیں پڑھ کر دعا کرنا باعثِ قبولیت ہے 22

پارہ: ولو اننا، سورۃ الاعراف: ۲۰۳۔۲۰۴

قال اللہ تعالیٰ:

وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

من چاہا مطلوب معجزہ ظاہر نہ ہونے کی وجہ

مشرکین کا ایک اہم اعتراض جس پر تقریر پہلے بھی کئی بار ہو چکی ہے۔ مشرکین ہی اسے اہم سمجھتے تھے ورنہ وہ اعتراض فضول ہی تھا، اس کی کوئی اہمیت اور قدر تھی۔ کوئی بلا جواز ایسا مطالبہ کرنے لگے جس کا مطالبہ کرنا بنتا ہی نہ ہو تو وہ نظر انداز کرنے کے قابل ہے۔

کریم آقا ﷺ سے مشرکین کا بار بار اپنی مرضی کے معجزے کا مطالبہ کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہ ظاہر ہو جائے تو ہم آپ کو مانیں گے۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ہر ایک بندے کے مطالبے کے مطابق معجزہ ظاہر ہونا شروع ہو جائے تو پھر پوری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے، کچھ بھی باقی نہ رہے۔

اگر فجر کا وقت ہو تو ایک کہے کہ فجر کا وقت ہی رہنے دیں اور دوسرا کہنے لگے کہ عصر کا وقت کر دیں، تیسرا کہے کہ مغرب کا وقت کر کے دکھائیں۔ کوئی کہے کہ سات زمینیں نیچے ہیں تو آپ ایسا کریں کہ دو چار زمینیں اوپر لے جائیں اور دو چار آسمان نیچے گر دیں تو ان کا مطالبہ پورا کرنے سے ظام ہی درہم برہم ہو

جائے گا۔ ہر ایک بندے کی اپنی اپنی سوچ ہے، جو وہ چاہے گا وہی مطالبہ کرے گا تو کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔

مدعی علیہ اپنی پسند کے گواہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا

پوری دنیا میں کوئی بھی مدعی (دعویٰ کرنے والا) ہے تو مدعی علیہ کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ گواہ صحیح نہیں ہے۔ ہاں اس کو یہ اجازت ہے کہ مدعی نے جو گواہ پیش کیا ہے تو اس کے گواہوں پر جرح کر لیں، جو اعتراض ہو وہ بیان کر دے مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری مرضی کا فلاں بندہ گواہ ہو تو میں مانوں گا۔ ایسا اصول پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔

آج بھی یہی ہوتا ہے کہ گواہوں کو پیش کیا جاتا ہے تو اس پر جرح ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ فلاں علاقے کا گواہ آئے گا تو میں مان جاؤں گا ورنہ نہیں مانوں گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔

مشرکین کا گستاخانہ کلام

خالق و مالک نے حبیب کریم ﷺ کے دستِ مبارکہ پر جن معجزات کو ظاہر کیا وہی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی نبوت و رسالت کے لیے کافی تھے، لیکن آپ مشرکین میں سے ہر ایک کا مطالبہ کرنا اور ان کے مطالبے کا طریقہ اس آیت مبارکہ میں دیکھیں:

وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ

حبیب ﷺ! جب آپ ان کے پاس معجزہ نہیں لے کر آئے ان کی مرضی کا

قَالُوْا

تو یہ کہنے لگے

لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا

آپ کچھ چھانٹ کر لے آتے۔

انہوں نے اجْتَبَيْتَ کا لفظ نعوذ باللہ من ذلک اس لیے بولا کہ انہوں نے کہا کہ پہلے جو چیزیں آپ ہمارے پاس لائے ہیں وہ چھانٹ کر ہی لائے ہیں، خود ہی بنا کر لائے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو کون سی چیز بھیجی ہے؟ جس طرح دیگر چیزیں چھانٹ کر لائے ہیں اسی طرح ایک بات اور بھی چھانٹ کر لے آئیں۔

نعوذ باللہ من ذلک یہ مشرکین کے اجْتَبَيْتَ کہنے کا مطلب تھا۔

مشرکین کو جواب

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرا رب وحی فرماتا ہے۔

فرمایا کہ میں تو اس کا کام کرنے والا بندہ ہوں، اسی کا بھیجا ہوا ہوں، اسی کے حکم کا پابند ہوں، اس کی وحی کا پابند ہوں۔ وہ مجھے جو کہتا ہے وہی کرتا ہوں۔ جس چیز سے منع کر دیتا ہے، میں رک جاتا ہوں۔

اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

میرے سوہنے پالنے والے کی طرف سے، میرے کریم کی طرف سے (رب اسے کہتے ہیں جو ہر ضرورت کی چیز مہیا کر دے)۔ فرمایا کہ میرے پالنے والے کو تمھاری مرضی کا معجزہ منظور ہوتا تو وہ بھی دکھا دیتا۔

لفظ رب لانے میں لطیف پہلو

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں الہ کا لفظ بھی آسکتا تھا، کوئی اور لفظ بھی آسکتا تھا مگر ربی فرمایا کہ میرا رب تبارک و تعالیٰ جو میری تربیت فرمانے والا ہے اگر اسے مناسب لگے گا، وہ اپنی شان کے لائق اس بات کو سمجھے گا تو وہ بھی دکھا دے گا۔

مرضی کا معجزہ ظاہر نہ ہونے کی وجہ

پہلے جتنی بھی قومیں آئی ہیں جب بھی ان کی مرضی کا معجزہ ظاہر ہوا اور انہوں نے نہیں مانا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عذاب بھیج کر سب کو تباہ کر دیا۔ چوں کہ یہ آخری امت تھی۔ اس امت کو تا حشر رکھنا مقصود تھا، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی مرضی کا ایسا معجزہ ظاہر نہیں کیا جو ان کے تباہ ہونے کا سبب بنے۔

ممکن ہے کہ ہمارے وڈیروں میں سے بھی وہ لوگ ہوں جنہوں نے انکار کیا ہو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان کی دولت دے دی ہو۔ اگر اس وقت سارے لوگوں کو تباہ کر دیا جاتا تو قیامت تک کا دورانیہ بغیر انسانوں کے رہتا۔ ساری امت تباہ ہو جاتی تھی تو پھر نظام کیسے چلتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کو مقصود یہی تھا کہ یہ امت قیامت تک رہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی مرضی کا معجزہ ظاہر نہیں کیا یعنی ایسا حتمی معجزہ جس کے بعد سارے لوگ ختم ہو جاتے؛ ایسا نہیں ہوا۔

قرآن کس کے لیے ہدایت و رحمت ہے!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

بصائر بصیرۃ کی جمع ہے۔ بصیرۃ رہنمائی کرنے والی چیزوں، دکھانے والی چیزوں، ہدایت دینے والی چیزوں کو کہتے ہیں۔

رب تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

جو کچھ تمھارے پاس آرہا ہے وہ سارا تمھارے رب کی طرف سے آرہا ہے۔

اور تم کہتے ہو کہ اکٹھی کر کے لے آئیں، چھانٹ کر لے آئیں، گڑھ کے لے آئیں جب کہ میرا کچھ

ہے ہی نہیں۔ فرمایا:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

یہ جو آنکھیں کھولنے والی چیزیں ہیں، دل کے پردے اتارنے والی چیزیں ہیں، رہنمائی کرنے والی چیزیں ہیں، حق و باطل کی راہ میں فرق کرنے والی چیزیں ہیں وہ تمھارے رب کی طرف سے ہیں

وَهُدًى

اور ہدایت بھی ہے

وَّرَحْمَةٌ

اور رحمت بھی ہے۔

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

صرف اس قوم کے لیے جو ایمان رکھنے والی ہیں۔

ایمان رکھنے والوں کے لیے ہدایت بھی ہے، رحمت بھی ہے اور بصائر بھی ہے۔ رہے کافر تو ان کے لیے قرآن میں کوئی نفع نہیں ہے۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وعظ کا محور و مرکز

اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہو گیا کہ میرے آقا ﷺ کا جو وعظ تھا، حضرت تاجدار ختم نبوت ﷺ کی جو پوری تبلیغ تھی اس کا مرکز و محور رب تبارک و تعالیٰ کا قرآن ہے۔ جہاں کہیں بھی یہ مضمون آیا ہے وہاں کہ ضرور آیا ہے کہ:

اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

الفاظ چاہے بدلتے رہے ہوں، لیکن مضمون اور مفہوم یہی ہے اور کہنے کا مقصد یہی ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو صرف وہی کہتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے۔

لمحۂ فکریہ

آج ہم بتائیں کہ ہماری کتنی تقریریں ایسی ہیں جو رب تبارک وتعالیٰ کی وحی پر ہوتی ہیں؟ ہمارے کتنے دروس ہیں جو رب تبارک وتعالیٰ کی وحی پر ہوتے ہیں؟

آج جس مولوی کو بھی دیکھ لیں وہ اٹھارہ تقریری، انیس تقریریں لیے ہوئے ہیں۔ بھئی! رب تبارک وتعالیٰ نے جو پورا قرآن بھیجا ہے وہ کس لیے بھیجا ہے؟

احادیث مبارکہ پڑھنے پڑھانے سے ہماری غفلت

احادیث مبارکہ پر ہمارے ائمہ کرام نے کتابیں جمع کی ہیں۔ میرے آقا ﷺ کا کلام بھی وحی ہے۔ وہ غیر متلو وحی ہے۔ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث غیر متلو ہے۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل امین کو نہیں بھیجا بلکہ وہ کریم آقا ﷺ کا کلام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ

میرا حبیب اپنی مرضی سے کچھ بولتا ہی نہیں ہے۔

إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

جب وحی ہوتی ہے تب میرا حبیب بولتا ہے۔

(النجم:۳)

امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب ریاض الصالحین ہے۔ آپ نے اس لیے لکھی تھی تاکہ علماء اس کے دروس دیں اور لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ آج بچے تیسرے چوتھے سال میں پڑھتے ہیں اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ پڑھنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتے۔ الترغیب والترہیب کتاب بھی اسی لیے (درس وتدریس کے لیے) ہے۔

تحدیثِ نعمت

ہم نے الحمدللہ امام شعرانی رحمہ اللہ کی کتاب ''تنبیہ المغترین'' پوری پڑھ کر یہاں سنائی ہے۔

امام شعرانی رحمہ اللہ کریم آقا ﷺ کا اس قدر قرب رکھنے والے تھے کہ اپنے شہر میں ہوتے تھے اور حدیث شریف پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب بھی کتاب بند کرنے لگتے تو پہلے آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے اجازت لیتے تھے کہ اجازت ہو تو کتاب بند کردوں۔

حدیث پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے ہم کلام ہونا ہے۔ اس میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی باتیں ہیں اس لیے بند کرنے کی اجازت لیتے تھے۔

اس درمیان کوئی بندہ آجاتا تو اجازت لیتے کہ حضور ﷺ! اجازت ہو تو کتاب بند کردوں اور اس سے بات کرلیں۔

ان کی کتاب ہم نے پوری درس میں سنائی ہے۔ الترغیب والترہیب جو کہ چار جلدوں میں ہے اس کا بھی میں نے یہاں پورا درس دیا ہے۔ کافی عرصے بعد ہم نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سے قبل جو بھی کتاب لیتے تھے اور پوری سناتے تھے۔

یہ سارا کچھ سنانے کے لیے آیا ہے۔

جب مولوی ہی قرآن سمجھنے سمجھانے سے غفلت کریں گے تو عوام۔۔۔

اگر آپ نے اٹھارہ تقریریں، بارہ تقریریں ہی قوم کو سنانی ہے تو پھر قرآن کریم کو اتنا کیوں چھاپ رہے ہیں؟ عوام بھی اس کو بس ثواب کے لیے پڑھتی ہے۔ گھر میں برکت کے لیے سورہ یاسین پڑھتی ہے، رات میں روٹی کے لیے سورہ واقعہ پڑھتی ہے۔ اس طرح کی چار سورتیں یاد کی ہوئی ہیں؛ بس وہی کافی سمجھتی ہیں۔

جب قرآن مولوی ہی نہیں سنائیں گے تو پھر قرآن سمجھا کہاں جائے گا؟

پڑھایا کہاں جائے گا؟

پڑھا کہاں جائے گا؟

حبیب کریم ﷺ رب تعالیٰ کی وحی سناتے ہیں

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میری دعوت کا، میری تبلیغ کا مرکز و محور قرآن ہے۔

اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

جو میرے رب تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے میں وہی سناتا ہوں۔

اہلِ ایمان کو رب تعالیٰ کی نصیحتیں

پیچھے مشرکین اور ان کے عقائدِ باطلہ اور نظریات کی تردید تھی۔ عموماً لوگ انہیں کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔ وہ ان کی تردید میں مصروف ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرآن کی تلاوت بھی بھول گئے۔۔۔

ذکر بھی بھول گئے۔۔

اور اللہ اللہ کرنا بھی بھول گئے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پوری سورہ میں مشرکین کا رد کر کے، ان کے عقائد و نظریاتِ باطلہ کا رد کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک کو پڑھنے کی تردید بھی دلائی اور اپنا ذکر کرنے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ فرمایا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ ادھر ہی مصروف ہو جاؤ اور تمھارے پاس نماز پڑھنے کا بھی وقت نہ ہو۔۔

میرے قرآن کو دیکھنے کا بھی وقت نہ ہو۔۔

قرآن پاک کی تلاوت کرنے کا بھی وقت نہ ہو۔

آیت کریمہ کا شانِ نزول

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

یہ ذہن میں رہے کہ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول ایک یوں ہے کہ جب جمعہ میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ خطبہ دیتے تھے تو لوگ آپس میں تکلم کرتے تھے تو اس سے روکنے کے لیے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

دوسرا یہ ہے کہ جب نماز ہو رہی ہوتی تھی تو نماز کے دوران لوگ امام کے پیچھے قرآن پڑھتے تھے تو ان کو روکنے کے لیے یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک قول کے مطابق کافر یہ کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جائے

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ

تو تم شور ڈال دیا کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ

تاکہ تم غالب آجاؤ اور قرآن کی آواز کٹ جائے۔

قرآن کی آواز اونچی نہ آئے۔

(حم السجدة: ٢٦)

وہ اس طرح کہتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔ اس کے شانِ نزول متعدّد ہیں۔

شانِ نزول متعدّد ہونا پریشانی کی بات نہیں ہے

شانِ نزول کے متعلق متعدّد واقعات کا نزول کوئی خطرناک بات نہیں ہے۔ کئی لوگ پریشان ہو

جاتے ہیں کہ کئی کئی شانِ نزول ہیں تو بندہ کہاں جائے سمجھ نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ یہی میں نے بھی پڑھا ہے۔ آپ نے صرف دو قول سنے اور گھبرا گئے۔ ہم نے تو چار چار پانچ پانچ اقوال پڑھے ہیں؛ ہمیں کچھ نہیں ہوا۔

یہ باتیں پریشان کرنے والی نہیں ہوتی ہیں کیوں کہ آیت کریمہ کا شانِ نزول محدود نہیں ہے شانِ نزول تک بلکہ یہ تو قیامت تک آنے والے لوگوں تک کے لیے سبق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ ہر بندے کے لیے ہدایت ہے تو ہر بندہ کسی طرح کا کام کرنے لگے گا؛ قرآن پاک کی آیت مبارکہ سامنے آئے گی کہ تو یہ کیوں کر رہا ہے؟

وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن کریم نے تو اس دور میں منع کیا تھا، مجھے تو منع نہیں کیا تھا۔

نہ بھئی نہ آپ کو بھی منع ہے۔ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہے تو آپ کو منع ہے کہ آپ نہ بولیں، امام قرأت کر رہا ہے تو آپ کو بھی منع ہے کہ آپ امام کے پیچھے قرأت نہ کریں۔

چوں کہ قرآن قیامت تک آنے والے ہر ہر بندے کے لیے ہدایت ہے تو اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن کریم کے احکامات صرف شانِ نزول تک ہی محدود ہیں یا اس دور کے لیے لوگوں تک ہی محدود ہے۔

ایسی سوچ احمقانہ سوچ ہے اور یہ ایسی سوچ نہیں ہے کہ جس کو مانا جائے یا تسلیم کیا جائے۔

لبرل کی ایک بکواس "قرآن کا حکم پرانے دور کے لوگوں کے لیے ہے" کا رد

بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ دین اس دور کے لیے لوگوں کے لیے تھا جو لوگ پتھر میں رہنے والے اور پہاڑوں میں رہنے والے تھے، ان لوگوں کے لیے تھا، ہمارے لیے نہیں ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک عجیب سوچ رکھنے والے لوگ ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ اب زمانہ ترقی کر چکا، اب تو ہم یہ چکے ہیں، وہ ہو چکے ہیں لہذا اب اس کی حاجب نہیں ہے۔

میں نے کہا کہ اب اس کی حاجت ہے یا نہیں یہ فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔ ہم زبردستی آپ کے دماغ میں نہیں بٹھا سکتے کہ آپ کے لیے بھی قرآن حکم دے رہا ہے۔

ہمارے ذمے پڑھ کر آپ کو بتانا ہے کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے لہذا آپ رک جائیں۔

قرآن خاموشی کے ساتھ سنیں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ

جب بھی قرآن پڑھا جائے

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ

اسے کان لگا کر سنو۔

کان لگا کر غور کے ساتھ سنو

وَ اَنْصِتُوْا

اور اپنا ہونٹ بند کر لو۔

اپنا منہ اور زبان بند کر لو۔

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

رب تبارک و تعالیٰ کا ذکر کیسے کریں؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

اپنے رب کو یاد کرو۔

اپنے رب کا ذکر کرو۔

فِیْ نَفْسِكَ

اپنے دل میں

تَضَرُّعًا

گڑگڑاتے ہوئے

وَّخِیْفَةً

اور ڈرتے ہوئے

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

اونچی آواز نکالے بغیر

آہستہ آہستہ بولنے کی طرح

قول میں اونچائی نہ ہو۔آپ دھیمی دھیمی آواز میں ذکر کریں۔آپ کے لیے بالکل جائز ہے۔

دل میں ذکر کرنے سے مراد

یہاں دل میں ذکر کرنے سے مراد یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات میں غور کرے، اس کی ذات کے متعلق غور کرتا رہے۔

ذات کے متعلق غور کرنا یہ نہیں ہے کہ وہ ہے یا نہیں یا اس طرح کی باتیں ہوں۔ یہ جائز نہیں ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کے متعلق، اس کے قران کے متعلق بندہ صرف دل میں غور کرتا رہے تو یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہے۔

باقی کسی کا دل ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے، وہ ہر وقت، ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی

بارگاہ کی طرف متوجہ رہے تو یہ بھی بہت بڑی فضیلت والی بات ہے۔

دل متوجہ نہ ہو اور صرف زبان سے ذکر کر رہا ہو تو۔۔۔

یہاں پر اس مسئلے پر غور کریں کہ بندہ دل کے ساتھ رب تبارک و تعالیٰ کو یاد کرے جیسا کہ میں نے آپ کو صورت بتائی۔ اور زبان کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تو دو چیزیں جمع ہو گئیں۔ اس جیسی فضیلت والی بات کوئی نہیں ہے۔

اگر بندے کا دل غافل ہے اور صرف زبان ہی ذاکر ہے، صرف زبان ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے تو وہ والی برکات تو حاصل نہیں ہوگی جو دل کے متوجہ ہونے کے ساتھ ذکر کرنے پر حاصل ہوتی ہیں۔ مگر بندہ برکت سے خالی پھر بھی نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے کم از کم زبان تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھی ہے۔ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا یہی فرمان شریف ہے:

لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔

(سنن الترمذي، أبواب الدعوات باب ما جاء في فضل الذكر (حديث رقم: ۳۳۷۵)

یہی کہو کہ مولی! زبان میرے بس میں تھی تو میں نے وہ تیرے ذکر کی طرف لگا دیا ہے، یہ دل تیرے قابو میں ہے اسے تو اپنی طرف پھیر لے۔ جتنا مجھ سے ہو سکتا تھا اتنا میں کر رہا ہوں۔ تو کرم فرما کہ میرا دل بھی تیرے ذکر کی لذت پانے لگ جائے، میرے دل کو بھی تیرے ذکر کی حلاوت محسوس ہو۔

بندہ یہ دعا کرتا رہے۔

نماز کے بعد استغفر اللہ پڑھنے کا حکم ہونے کی وجہ

آج ہماری نمازیں کھیل کود والی ہیں۔ ہم سارے حساب نماز میں کر رہے ہوتے ہیں۔ ساری بھولی ہوئی چیزیں نماز میں یاد آتی ہیں۔ ساری بھولی ہوئی لڑائیاں نماز میں یاد آتی ہیں۔ اسی لیے نماز کے

بعد استغفر اللہ پڑھنے کا حکم ہے۔ بندے نے نماز پڑھی تو اس نے کوئی گناہ تھوڑی کیا تھا جو استغفر اللہ پڑھ رہا ہے اور توبہ کر رہا ہے!!

تو توبہ کرنے کا حکم اسی لیے دیا گیا کہ یا اللہ! تو نے جیسے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا ہم سے ویسی نہیں پڑھی گئی۔

ہم نماز کے بعد کیا کہیں؟

ہم نماز پڑھ کر یہی کہیں کہ یا اللہ! کہ جسم میرے قابو میں تھا میں اسے تیری بارگاہ میں لے آیا ہوں۔ تیرے حبیب ﷺ کے کہنے پر قیام بھی کیا ہے، رکوع بھی کیا ہے، سجدہ بھی کیا ہے جیسا ہم سے ہو چکا۔ مولی! یہی قبول کر لے۔ یہ دل تیرے بس میں ہے تو اسے اپنی طرف کر دے۔

بدنیت صوفیوں کا حال

کئی سارے ایسے نامراد صوفی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نماز دل کی پڑھتے ہیں۔ ایک پیر صاحب مرید کے گھر گئے تو مرید نے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے کہا کہ ہم نماز دل کی پڑھتے ہیں۔ اس کے سامنے پراٹھے اٹھا لیے تو اس نے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا تو اس نے کہا کہ حضور پراٹھے بھی دل کے کھا لیں۔

ایک پیر نے کہا کہ ہم نماز مدینے میں پڑھتے ہیں تو مرید نے روٹی اٹھالی اور کہا کہ مدینے سے پھر آپ کو روٹی نہیں آتی ہے؟

ان لوگوں کا حال یہی ہے کہ جب نیت بد ہو جائے تو بہانے ہزار نکل آتے ہیں۔

صبح و شام ذکر کرنے کا مطلب

رب تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

صبح کے وقت بھی رب تبارک و تعالیٰ کا ذکر کریں اور شام کے وقت بھی ذکر کریں۔

صبح و شام ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف صبح و شام تھوڑا سا ذکر کر لیا تو کافی ہو گیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح سے شام تک ذکر کریں۔ ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کی طرف رہیں۔

دکان پر گزرنے والا ہر لمحہ رب کے ذکر میں شمار کرنے کا طریقہ

بندہ حلال کما رہا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے حلال کمانے میں دکان پر بیٹھتے ہوئے یہ نیت کرے کہ تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے حلال کما رہا ہوں، میں حرام سے بچوں گا، کسی سے بدزبانی نہیں کروں گا، ناپ تول میں ٹھگی نہیں کروں گا، ناپنے کے آلات میں گڑبڑ نہیں کروں گا تو اگر وہ یہ نیت کر کے دکان پر بیٹھے تو وہ جتنی دیر دکان پر بیٹھا رہے گا اس کا سارا وقت ذکر میں لکھا جائے گا۔ وہ رب کی یاد میں بیٹھا ہوا ہو گا، وہ رب تبارک و تعالیٰ کے حکم پر عمل کر رہا ہے۔

سفر بھی رب تبارک و تعالیٰ کا ذکر بن جائے گا اگر۔۔۔

بندہ دکان سے گھر آنے لگے تو وہ یہ نیت کرے کہ یا اللہ! میں اپنے گھر جا رہا ہوں، تجھے راضی کرنے کے لیے میں گھر جاؤں گا، تیرے بندے مجھے دیکھ کر خوش ہو جائیں گے، ان کے لیے حلال روٹی لے کر جاؤں گا، ماں باپ کی خدمت کروں گا، بچوں کی خدمت کروں گا تو آپ کا سارا سفر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں لکھا جائے گا۔

ذلت برداشت کر کے حلال روٹی کمانے کا اجر

باہر کتنے سارے لوگ ریڑھی لگا کر روٹی کما رہے ہیں، گاڑی گزرتی ہے تو ان کے منھ تو دھول اور دھنواں پڑتا ہے وہ جگہ ایسی نہیں ہے کہ وہاں کھڑا ہوا جائے۔ مثال کے طور پر کوئی بندہ وہاں جا کر بیٹھ جائے یا کھڑا ہی رہے تو لوگ آپ کا وہاں کھڑا ہونا پسند نہیں کریں گے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے، لیکن وہ بے چارے وہاں کھڑے ہیں۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ ذلت کی جگہ کھڑا ہوکر حلال روزی کمائے۔ میرا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ بھی معاف فرمادیتا ہے۔

حلال کمانا ثواب ہے تبھی تو اس کے گناہ معاف ہورہے ہیں۔

حضرت سیدنا محمد رحمہ اللہ تعالی نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بہت سارے گناہ ایسے ہیں کہ ایک فکر سے ہی جو روٹی حلال کمانے کی ہوتی ہے اس فکر کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

بندے کو فکر ہوتی ہے کہ روٹی حلال کیسے کماؤں گا، بچوں کا کیسے پورا کروں گا، بچوں کے کپڑے بھی لینے ہیں، ان کی روٹی کا بھی بندوبست کرنا ہے، گھر والی کے بھی معاملات ہیں، مکان کے بھی معاملات ہیں۔آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یہی حلال کمانے کی فکر بندے کے گناہوں پر معافی کا قلم چلوادیتی ہے۔

ہم سونے کے باوجود ساری رات رب تعالیٰ کا ذکر کیسے کریں

ہمارا دن رات کا ہر کام ذکر بن سکتا ہے۔آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: جو بندہ عشاء کے بعد سونے کے لیے جائے تو رات کو وضوء کرکے سوجائے تو وہاں فرشتہ اس کے لیے ساری رات وہاں ذکر کرتا رہے گا اور اس کا سارا ثواب اسی کے نامۂ اعمال میں جائے گا۔

صرف وضوء کرکے سوجانا کتنا آسان کام ہے اور اجر اتنا ہے کہ ساری رات ذکر میں لکھی جائے۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن عثمان بن عفان،قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى العشاءفي جماعة كان كقيام نصف ليلة،ومن صلى العشاء والفجرفي جماعة كان كقيام ليلة

جو بندہ رات کی نماز جماعت کی ساتھ پڑھے اور فجر کی بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے تو وہ ایسا ہے جیسے ساری رات عبادت کرتا رہا۔

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة باب في فضل صلاة الجماعة (حديث رقم: 555)

آپ اپنے چوبیس گھنٹے ذکر والے بنا سکتے ہیں۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبي أَيوبِ، أَنَّ رسولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضانَ ثُمَّ أَتبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كانَ كصِيَامِ الدَّهْرِ

جو بندہ رمضان کے روزے رکھے اور شوال میں پھر چھ روزے رکھ لے تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے پورا سال روزہ رکھا۔

(صحيح مسلم، كتاب الصيام باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعا لرمضان، حديث رقم: ۲۷۵۸)

یہ کتنی بڑی فضیلت والی بات ہے۔

ہمارے کام بھی ذکر میں شمار بس نیت درست کریں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا کہ دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذکر آسان بنانے کا طریقہ بھی طریقہ بھی بتایا ہے۔ اس کے حبیب کریم ﷺ نے سارے حل بیان کر دیے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف وہی ذکر کرنے والا لکھا جائے گا جو بیٹھا ہوا ہاتھ میں تسبیح لے کر ذکر کر رہا ہو بلکہ آپ کام کرتے رہیں پھر بھی آپ کا کام اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں شمار ہو گا بس نیت درست کرنے کی ضرورت ہے۔

غفلت میں لی ہوئی سانس بھی ناشکری ہے

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

اور غافل نہ ہونا۔

صوفیاء بہت بڑی بات کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بغیر جو غفلت کا گزارتا ہے اس میں لی ہوئی سانس بھی کافر ہو جاتی ہے یعنی ناشکری ہوتی ہے۔

جب بندہ مالک عزوجل کے ذکر کے منہ پھیرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر گزار کیسے ہو گا؟

یہاں کافر کا معنی ناشکرا ہے۔ کفر کا معنی ناشکری بھی ہے۔ شرعی اصطلاح میں کفر کا معنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کر دینا یا ضروریات دینی کا انکار کر دینا ہے۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بندہ غافل ہے وہ ناشکرا ہے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اتنے انعامات فرما رکھے ہیں اور یہ بھی اسے یاد نہیں آرہا ہے کہ میں نے شکر کرنا ہے یا نہیں؟

اگر کافر کا دوسرا معنی مراد لیا جائے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کا مطلب یہ ہو گا کہ جو سانس اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے بغیر نکلتی ہے وہ بھی کافر ہے۔ آپ نے بندے کو کافر نہیں کہا۔

رب تبارک و تعالیٰ کے پاس ایسی بھی جماعت ہے جو۔۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

اور تم غفلت والوں میں سے نہ ہونا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩

رب تبارک و تعالیٰ نے ترغیب کے لیے فرمایا کہ ایک تم ہو کہ سستی میں پڑے ہوئے ہو، ایک تم ہو کہ تمہیں پانچ وقت کی نمازیں بھاری لگتی ہیں، ایک تم ہو کہ تمہیں تہجد بھاری لگتا ہے، ایک تم ہو کہ تمہیں سستی لپیٹے ہوئے ہے۔ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ

تیرے رب کی پاس وہ جماعت ہے۔

ملائکہ کی

لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ

رب تبارک وتعالیٰ کی عبادت سے وہ اکڑتے نہیں ہیں۔

وَ یُسَبِّحُوۡنَہٗ

اور اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔

وَ لَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ

اور اسی کو سجدے کرتے ہیں۔

سجدے والی چودہ آیتیں پڑھ کر دعا کرنا باعثِ قبولیت ہے

اہل اللہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ سجدے والی چودہ آیتیں اکٹھی پڑھ لے اور پھر چودہ سجدے اکٹھے کرے تو وہ جو بھی دعا مانگے گا مالک عطا فرمائے گا۔

استاذ العلماء والفضلاء، عمدۃ المحققین، حضرت علامہ حافظ

مفتی ضیاء احمد القادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

(۱۸ ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ، ۳ نومبر ۲۰۲۳ء)

مزید درس سننے کے لیے اس نیلی لنک پر کلک کریں:

-https://youtube.com/@zia-ahmad01?si=uDxuZ6nXw5t_VcI